سوال

(455) ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثلاً زید بے نمازی ہے، اس کو ثواب کس طرح ملے گا اور قرآن خوانی کا ثواب پہنچانے کا طریقہ کیا ہے؟ مکمل وضاحت کریں؟ (حافظ امین اللہ محمدی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن خوانی کا ثواب میت کو پہنچنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ رہا معاملہ بے نمازی کا تو وہ کافر ہے، اہل ایمان واسلام کا بھائی نہیں۔ اس کے اپنے اعمال حبط ہیں، دوسروں کے عمل اس کو کیونکر پہنچیں گے؟ خواہ وہ عمل ہی کیوں نہ ہوں، جن کا میت کو پہنچنا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ ۲۳ ۴ ۱۴۲۴ھ

[میت کو جن اعمال کا فائدہ مرنے کے بعد ہوتا ہے، ان کی توضیح درج ذیل ہے:

۔ دُعا:

دعا کے بارے میں تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر مرنے والا کافر ومشرک نہ ہو تو اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

{ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا

1 مستدرک حاکم، ج: ۱، ص: ۳۵۹

تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ صلی اللہ علیہ وسلم } [الحشر: ۱]

''اور جو لوگ ان (اہل ایمان) کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزر گئے اور ہمارے دلوں

میں ایمان والوں کےلیے کینہ نہ بنا۔ اے ہمارے پروردگار! بلاشبہ تو مشفق مہربان ہے۔''

اسی طرح حدیث میں آتا ہے جب نجاشی فوت ہوا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطلاع دی، تو فرمایا:

((اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ))[1]

''اپنے بھائی کےلیے استغفار کرو۔''

((عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہما: اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَخْرُجُ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَدْعُوْا لَھُمْ فَسَأَلَتْہُ عَائِشَۃُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَدْعُوَلَھُمْ))2

''عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم البقیع کی طرف نکلا کرتے اور ان کےلیے دعا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: مجھے ان کےلیے دعا کا حکم دیا گیا ہے۔''

اسی طرح مسند أحمد ٦ 92، ٢٢١ مؤطا کتاب الجنائز باب جامع الجنائز ا ٢٠٨، نسائی کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمؤمنین (٧ ٢٠٣٦٢٠٣) مسلم کتاب الجنائز باب مایقول عند دخول القبور والدعاء لاھلھا (٩٧٤١٠٣) عبدالرزاق ٣ ٥٧٦٥٧٠ وغیرہ میں مفصل طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبرستان میں جاکر ہاتھ اٹھا کر ان کےلیے دعا کرنا منقول ہے۔

علاوہ ازیں قبرستان میں جاکر زیارت قبور کی احادیث اور نماز جنازہ میں دعائیں وغیرہ اس بات کی بین دلیل ہیں کہ مسلمانوں کی دعائیں مسلمان میت کےلیے مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

کافر اور مشرک میت کےلیے دعا کی اجازت نہیں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ} [التوبۃ:١١٣]

1بخاری کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد (١٣٢٧) نسائی (٢٠٤١)

2مسند احمد: ٦ ٢٥٢

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کےلیے مغفرت کی دعا مانگیں، اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔''

مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کےلیے بخشش کی دعا کی جاسکتی ہے۔ کافر و مشرک کےلیے دعا کی اجازت نہیں۔

2۔ صدقہ جاریہ:

یعنی مسلمان اپنی زندگی میں ایسا کام کرجائے جس کا ثواب و فائدہ اسے مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہے، اور اس کے جاری کردہ کام سے بعد میں لوگ بھی فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ} [یٰسین:١٢]

''بلاشبہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں۔ وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔''

س آیت کریمہ میں {مَاقَدَّمُوا} سے مراد وہ اعمال ہیں جو انسان خود اپنی زندگی میں کرتا ہے اور {آثَارَهُمْ} سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے عملی نمونے وہ دنیا میں چھوڑ جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد لوگ اس کی اقتداء میں بجا لاتے ہیں۔ ایسے صدقات و اعمال کا تذکرہ کتب حدیث میں موجود ہے، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلاَّ مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلاَّ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ))1

''جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزیں ہیں (جن کا فائدہ اسے مرنے کے بعد ہوتا رہتا ہے۔) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔''

1 مسلم کتاب الوصیۃ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ترمذی کتاب الاحکام باب فی الوقف، ابوداوَد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الصدقۃ عن المیت، نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصدقۃ علی المیت

امام نووی فرماتے ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَائُ : مَعْنَى الْحَدِيْثِ ، اَنَّ عَمَلَ الْمَيِّتِ يَنْقَطِعُ بِمَوْتِهٖ وَ يَنْقَطِعُ تَجَدُّدُ الثَّوَابِ لَهٗ اِلاَّ فِيْ هٰذِهِ الْاَشْيَائِ الثَّلَاثَةِ لِكَوْنِهٖ كَانَ سَبَبُهَا فَاِنَّ الْوَلَدَ مِنْ كَسْبِهٖ وَكَذٰلِكَ الْعِلْمُ الَّذِيْ خَلَفَهٗ مِنْ تَعْلِيْمٍ اَوْ تَصْنِيْفٍ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ الْجَارِيَةُ وَهِيَ الْوَقْفُ))1

''علماء نے کہا ہے حدیث کا معنی یہ ہے کہ میت کا عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا نیا ہونا بھی منقطع ہو جاتا ہے، مگر ان تین اشیاء میں اس لیے کہ میت ان امور کی سبب تھی۔ اولاد اس کی کمائی ہے۔ اسی طرح علم جو اس نے پیچھے چھوڑا، خواہ وہ کسی کو تعلیم دے کر گیا یا کوئی عملی تصنیف چھوڑ گیا۔ اسی طرح صدقہ جاریہ بھی اس کا کسب ہے اور یہ وقف ہے۔''

((خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهٖ ثَلَاثٌ : وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا اَوْ عِلْمٌ يُعْمَلُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ))2

''آدمی اپنے بعد سب سے بہترین تین چیزیں چھوڑ کر جاتا ہے۔ (۱) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔ (۲) صدقہ جاریہ، اس کا اجر اسے (مرنے کے بعد) پہنچتا ہے۔ (۳) اور علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہے۔''

((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ))3

''بلاشبہ مومن آدمی کو اس کے عمل اور نیکیوں سے اس کی موت کے بعد جو ملتا ہے اس میں سے (۱) ایسا علم جس کی اس نے تعلیم دی اور اسے نشر کیا۔ (۲) اور نیک اولاد، جو اس نے چھوڑی۔ (۳) اور مصحف (قران) جو اس نے ورثاء کے لیے چھوڑا۔ (۴) یا جو اس نے مسجد تعمیر کی۔ (۵) یا مسافر خانہ تعمیر کیا۔

1شرح مسلم للنوویؒ : ۱۱ ۲، 2ابن ماجہ کتاب المقدمۃ باب ثواب معلم الناس الخیر

3ابن ماجہ المقدمۃ باب ثواب معلم الناس الخیر

(٦) یا نہر جاری کی۔ (٧) یا اپنی زندگی اور تندرستی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا اسے مرنے کے بعد ان کا اجر ملتا رہے گا۔''

((عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ : رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِیْ كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِیَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ))1

''سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا : اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات سرحدوں کا پہرہ دینا، ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مر گیا، اس کا وہ عمل اس پر جاری رہے گا، جو وہ کرتا رہا۔ اور اس پر اس کا رزق و بدلہ جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنے سے محفوظ ہو گا۔''

((عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ : كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ اِلَّا الْمُرَابِطُ فَاِنَّهُ يَنْمُوْلَهُ عَمَلُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمَنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ))2

''فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''ہر میت کا خاتمہ اس کے عمل پر ہو جاتا ہے، مگر اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والا اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کے فتنوں سے بچا لیا جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کو ان تمام اعمال صالحہ کا ثواب و فائدہ پہنچتا ہے، جن کو وہ اپنی زندگی میں سر انجام دے گیا اور وہ صدقہ جاریہ کے طور پر باقی رہے، جن میں علم سکھانا، نیک بچے کی دعا، قرآنِ مجید چھوڑ جانا، مسجد بنوانا، مسافر خانہ تعمیر کروانا، نہر و کنواں جاری کر جانا، کوئی صدقہ جو اس نے صحت و حیات میں کیا ہو، جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جانا، مردہ سنت جاری کرنا، درخت وغیرہ لگا جانا وغیرھا۔ یہ تمام امور اس کے اپنے اعمالِ صالحہ ہیں، یہ بھی یاد رہے کہ ولد صالح بھی آدمی کی نیک کمائی میں داخل ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَاِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ))3

1مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل، نسائی کتاب الجہاد باب فضل الرباط

2ابوداوٗد کتاب الجہاد باب فی فضل الرباط، ترمذی کتاب فضائل الجہاد

3نسائی کتاب البیوع باب الحث علی الکسب، ابوداوٗد کتاب الاجارۃ باب الرجل یاکل من مال ولدہ، ترمذی کتاب الاحکام، ابن ماجہ کتاب التجارات باب ماللرجل من مال ولدہ

''بلاشبہ آدمی جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے، وہ سب سے پاکیزہ ہے اور بلاشبہ آدمی کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔''

اور ابوداوٗد کتاب الاجارۃ، ابن ماجہ، کتاب التجارات میں بسند حسن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ))

''بے شک تمہاری اولاد تمہاری سب سے پاکیزہ کمائی میں سے ہے، سو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔''

معلوم ہوا کہ اولاد آدمی کی اپنی کمائی ہے، لہٰذا اولاد جو نیک عمل کرے گی، والدین کو اس میں سے اجر ملے گا۔

3۔ میت کے ولی کا اس کی جانب سے نذر کے روزوں کی قضا کرنا :

اس کے دلائل درج ذیل ہے :

1 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامٌ صَامَ عَنْہُ وَلِیُّہُ))1

''جو آدمی مرجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں ، تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے ۔''

2 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :

((جَآئَ تِ امْرَأَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْھَا صَوْمُ نَذْرٍ أَفَاَصُوْمُ عَنْھَا ؟ قَالَ : أَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ فَقَضَیْتِیْہِ اَکَانَ یُؤَدّٰی ذٰلِکَ عَنْھَا ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ۔ قَالَ : فَصُوْمِیْ عَنْ اُمِّکِ))1

''ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ، اس نے کہا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں فوت ہوگئی ہے ، اور اس کے ذمے نذر کے روزے ہیں ۔ کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں ۔ آپؐ نے فرمایا : ''مجھے بتاؤ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا ، تو تو اسے ادا کرتی ۔ کیا وہ قرض اس کی طرف سے ادا کیا جائے گا ؟ اس نے کہا : ہاں ۔ آپؐ نے فرمایا : تو اپنی ماں کی جانب سے روزے رکھ ۔''

1بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم ، مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت ، ابوداؤد کتاب الصیام باب فیمن مات وعلیہ صیام

2مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت ، بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم

3 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أَنَّ امْرَأَۃً رَکِبَتِ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ اِنْ نَجَّاھَا اللّٰہُ اَنْ تَصُوْمَ شَھْرًا فَنَجَّاھَا اللّٰہُ فَلَمْ تَصُمْ حَتّٰی مَاتَتْ فَجَائَ تْ اِبْنَتُھَا اَوْ اُخْتُھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَمَرَھَا أَنْ تَصُوْمَ عَنْھَا))1

''ایک عورت سمندر میں سوار ہوئی ، تو اس نے نذر مانی ، اگر اللہ تعالیٰ اسے نجات دے گا ، تو وہ ایک ماہ کے روزے رکھے گی ، سو اللہ تعالیٰ نے اسے نجات دی ۔ اس نے روزے نہ رکھے ، یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی ۔ اس کی بیٹی یا بہن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ۔ آپؐ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھے ۔''

4 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ رضی اللہ عنہ اِسْتَفْتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ : اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْھَا نَذْرٌ فَقَالَ اقْضِہٖ عَنْھَا))2

''سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا : میری والدہ فوت ہوگئی ہیں ، ان کے ذمے نذر ہے ۔ آپؐ نے فرمایا : ''اس کی طرف سے نذر کو پورا کر ۔''

مندرجہ بالا احادیث صراحت سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کی طرف سے اس کا ولی نذر کا روزہ رکھ سکتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میت کی جانب سے ولی فرض روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔

4۔ میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی :

میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی خواہ ولی کرے یا کوئی اور شخص۔ جب قرض کی ادائیگی ہوجائے گی، تو میت کو اس کا نفع بھی ملتا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی فوت ہوگیا۔ ہم نے اسے غسل دے کر کفن پہنایا۔ خوشبو لگائی اور جنازہ گاہ میں رکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ کی اطلاع دی۔ آپؐ تشریف لائے فرمایا: ''شاید تمہارے ساتھی کے ذمے قرض کی ادائیگی ہے؟'' صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: ہاں دو دینار اس پر قرض ہے۔ آپؐ پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا: ''اپنے ساتھی پر تم جنازہ پڑھو۔'' ابوقتادۃ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم 1 میں

1 مسلم کتاب الصیام باب قضاء الصیام عن المیت، بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم

2 بخاری کتاب الوصایا، مسلم کتاب النذر عن المیت، ترمذی، کتاب النذور والایمان باب ماجاء فی قضاء النذور عن المیت، نسائی کتاب الوصایا، ابن ماجہ کتاب الکفارات

اس کی ادائیگی کردوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے وہ دو دینار تجھ پر تیرے مال سے ادا کرنا لازم ہے اور میت ان سے بری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملتے تو کہتے ''تم نے دو دیناروں کا کیا کیا؟'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ وہ تو ابھی تو کل فوت ہوا ہے۔ پھر آپؐ دوبارہ ملے تو یہی بات پوچھی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم 1 میں نے وہ قرض ادا کردیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اب قرض کی ادائیگی سے اس پر سے سختی اٹھ گئی۔ 1

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی کوئی شخص بھی کرسکتا ہے، جب قرض کی ادائیگی ہو تو میت کو نفع ملتا ہے۔ اس معنی کی کئی ایک احادیث اور بھی موجود ہیں۔

5۔ میت کی طرف سے صدقہ کرنا :

1 عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((اِنَّ رَجُلاًقَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَأُرَاھَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَاَتَصَدَّقُ عَنْھَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْھَا)) 2

''ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری ماں فوت ہوگئی ہے۔ میرا خیال ہے اگر مرتے وقت وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی۔ کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کرو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہا تو اس کی طرف سے صدقہ کر۔''

2 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((اِنَّ رَجُلاًقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِیَتْ أَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ : فَاِنَّ لِیْ مَخْرَافًا فَاَنَا اُشْھِدُکَ أَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا)) 3

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کی ماں فوت ہوگئی ہے، اگر میں اس کی طرف سے

1 مستدرک حاکم : ۲ ۵۸، مسند احمد : ۳ ۳۳۰ مجمع الزوائد : ۳ ۳۹

2 بخاری کتاب الوصایا باب مایستحب لمن توفی فجاۃ ان یتصدقوا عنہ وقضاء النذور عن المیت ، ابو داوَد کتاب الوصایا ، مسلم کتاب الزکاۃ باب وصول ثواب الصدقۃ عن المیت الیہ ، نسائی کتاب الوصایا باب اذا مات الفجاۃ ھل یستحب لاہلہ ان یتصدقوا عنہ ، ابن ماجہ کتاب الوصایا

3 بخاری کتاب الوصایا ، ابوداؤد کتاب الوصایا ، ترمذی کتاب الزکاۃ باب ماجاء فی الصدقۃ عن المیت ، نسائی کتاب الوصایا باب فضل الصدقۃ عن المیت

صدقہ کروں ، کیا اسے نفع ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا : ''ہاں ۔'' تو اس آدمی نے کہا میرا ایک پھل دار باغ ہے ، میں آپؐ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے وہ باغ اس کی طرف سے صدقہ کر دیا ۔''

بخاری (۲۷۵۶ ، ۲۷۶۲) میں صراحت ہے کہ وہ آدمی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے ۔ وہ اپنی ماں کی وفات کے وقت غائب تھے ، پھر انہوں نے یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ۔

3 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

((اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم : اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالاً وَلَمْ یُوْصِ وَھَلْ یُکَفِّرُ عَنْہُ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْہُ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔))1

''ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اس نے ترکے میں مال چھوڑا ہے ، اور وصیت نہیں کی ۔ میرا مال اس کی طرف سے صدقہ کرنا ، کیا اس کے لیے کفارہ بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں ۔''

4 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ۱۰۰ غلام آزاد کیے جائیں ، اس کے بیٹے ہشام نے ۵۰ غلام اس کی طرف سے آزاد کردیئے ۔ اس کے بیٹے عمرو نے ارادہ کیا کہ باقی ۵۰ غلام وہ آزاد کردے ۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم 1 میرے باپ نے ۱۰۰ غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی ، جن میں سے ۵۰ غلام ہشام نے آزاد کردیئے ہیں ، جبکہ ۵۰ غلام آزاد کرنے باقی ہیں ۔ کیا میں اس کی طرف سے آزاد کردوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰلِکَ))2

''اگر وہ مسلمان ہوتا ، تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے ، تو اس کا اجر اسے پہنچتا ۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اولاد والدین کی طرف سے اگر صدقہ کریں ۔ غلام آزاد کریں تو انہیں نفع ہوتا ہے ، بشرطیکہ والدین نے توحید کا اقرار کیا ہو ۔ مشرک والدین کو فائدہ نہیں ہوتا ۔ نیک اولاد والدین کی کمائی ہے ، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے ۔ اولاد کے علاوہ دیگر افراد کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا محتاج دلیل ہے ۔

قاضی شوکانی ا فرماتے ہیں :

1 نسائی کتاب الوصایا ، مسلم کتاب الوصیۃ باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ، ابن ماجہ کتاب الوصایا

2 ابوداؤد کتاب الوصایا

((وَأَحَادِيثُ الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ مِنَ الْوَلَدِ تَلْحَقُ الْوَالِدَيْنِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا بِدُوْنِ وَصِيَّةٍ مِنْهُمَا وَيَصِلُ إِلَيْهِمَا ثَوَابُهَا فَيُخَصَّصُ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ عُمُوْمُ قَوْلِهِ تَعَالٰى : { وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى } وَلٰكِنْ لَيْسَ فِيْ أَحَادِيْثِ الْبَابِ إِلَّا لُحُوْقُ الصَّدَقَةِ مِنَ الْوَلَدِ وَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ وَلَدَ الْإِنْسَانِ مِنْ سَعْيِهِ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى دَعْوَى التَّخْصِيْصِ وَأَمَّا مِنْ غَيْرِ الْوَلَدِ فَالظَّاهِرُ مِنَ الْعُمُوْمَاتِ الْقُرْآنِيَّةِ أَنَّهُ لَا يَصِلُ ثَوَابُهُ إِلَى الْمَيِّتِ فَيُوْقَفُ عَلَيْهَا حَتّٰى يَأْتِيَ دَلِيْلٌ يَقْتَضِيْ تَخْصِيْصَهَا))1

''اس باب کی احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اولاد کی طرف سے صدقہ والدین کی وصیت کے بغیر ان کی وفات کے بعد انہیں ملتا ہے اور اس کا ثواب انہیں پہنچتا ہے ۔ ان احادیث کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے فرمان (نہیں ہے ، انسان کےلیے ، مگر وہی جو اس نے کوشش کی) کے عموم کی تخصیص کی جاتی ہے ، لیکن باب کی احادیث میں صرف اولاد کے صدقے کا ذکر ہے ، اور یہ بات ثابت ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی و کوشش سے ہے ، لہٰذا تخصیص کے دعوے کی حاجت نہیں ۔ بہر کیف اولاد کے علاوہ دیگر افراد قرآنی عمومات میں شامل ہیں ، ان کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ۔ اس پر توقف کیا جائے گا ، یہاں تک کہ ایسی دلیل مل جائے ، جو تخصیص کا تقاضا کرے ۔''

معلوم ہوا کہ اولاد کے علاوہ دیگر افراد کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا بے دلیل ہے ۔

6 ۔ میت کی طرف سے حج کرنا :

میت کی طرف سے حج کرنے کی ایک دلیل تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ، جو کہ ابوداؤد اور بیہقی کے حوالے سے گزر چکی ہے ، دوسری دلیل یہ ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں :

((إِنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ : إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا ؟ قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ ؟ اِقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ))2

''جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ۔ اس نے کہا : میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی

1 نیل الاوطار ۴ ۱۰۵ تحت باب وصل ثواب القرب المهداة الی الموتٰی

2 بخاری کتاب جزاء الصید باب الحج والنذر عن المیت ، نسائی کتاب المناسک

تھی ، اس نے حج نہ کیا یہاں تک کہ فوت ہوگئی ۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ہاں تو اس کی طرف سے حج کر ۔ بتاؤ کیا تیری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتی ؟ اللہ کا حق ادا کرو ۔ اللہ وفا کا زیادہ حقدار ہے ۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے حج اگر کیا جائے ، تو اسے نفع ہوتا ہے ۔ مذکورہ بالا اعمال کے علاوہ قل ، تیجے ، ساتویں ، چالیسویں ، قرآن خوانی وغیرہ ایسے امور ہیں ، جن کا ذکر کسی بھی حدیث صحیح میں موجود نہیں ، بلکہ یہ صرف اور صرف رسوم ہیں ۔ شرع سے ان کا کوئی تعلق نہیں ۔ امام العزبن عبدالسلام ا نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا :

((وَمَنْ فَعَلَ طَاعَةً لِلّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ أَهْدٰى ثَوَابَهَا إِلٰى حَيٍّ أَوْ مَيِّتٍ لَمْ يَنْتَقِلْ ثَوَابُهَا إِلَيْهِ إِذْ { لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى } فَإِنْ شَرَعَ فِي الطَّاعَةِ نَاوِيًا أَنْ يَقَعَ عَنِ الْمَيِّتِ لَمْ يَقَعْ عَنْهُ إِلَّا فِيْمَا اسْتَثْنَاهُ الشَّرْعُ كَالصَّدَقَةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ))1

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی کام کیا، پھر اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ کو بخشا تو اللہ کی اطاعت کا ثواب اسے نہیں پہنچے گا، کیونکہ قرآن میں ہے: (انسان کےلیے صرف وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی) اگر کسی اطاعت کی ابتداء اس نیت سے کی کہ اس کا ثواب فلاں میت کو مل جائے تو یہ میت کی طرف سے واقع نہیں ہوگی۔ ہاں وہ چیزیں میت کی طرف سے واقع ہوں گی، جنہیں شریعت نے مستثنیٰ قرار دیا ہے، جیسے صدقہ، روزہ اور حج۔''

مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ اور ائمہ محدثین کی توضیحات سے معلوم ہوا کہ میت کو صرف انہی اعمال کا فائدہ ہوتا ہے جن کا بالتفصیل اوپر ذکر کردیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تیجہ، ساتواں، چالیسواں، گیارھویں شریف، قرآن خوانی جیسے امور کا کسی صحیح حدیث میں تذکرہ نہیں ہے۔ یہ ہنود کی رسوم ہیں۔ تفصیل کےلیے مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کی کتاب ''تحفۃ الہند'' کا مطالعہ کریں۔

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02ص378

محدث فتویٰ